

”الغلام“ سانک کے ایک قاری کا مراسلہ بے کم و کاست اور با تبصرہ آپ سب کی جانکاری کیلئے پیش خدمت ہے

۔ آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

عوام کا بنایا ہوا ایک ”کافر“ ملکی حکمران

بمقابلہ

خدا کے بنائے ہوئے خلافاء احمدیت ”حقیقی مسلمان“

(پی پی پی کے ایک راہنماب قوم نظاری کی کتاب ”جود بکھا جو نا“ سے ایک اقتباس۔ قارئین ”الغلام“ کی خدمت میں بحوالہ صحافت ۲۶۲۶۲۶۹)

بھٹکوادلچسپ واقعہ الطاف قریشی کے قلم سے:

غربیوں اور بے بس لوگوں سے بھٹکی محبت کا ایک واقعہ میں بھی فرماؤ شہنشاہ کر سکتا۔ یہ ۱۹۷۵ء کے موسم سرما کا ذکر ہے۔ میں وفاقی حکومت کے

بر صحیح محدثوں کا دلیل ہے ا Qualcomm الطاف قریشی کے قلم سے: عزیز بزرگ امر بے بحوالہ سکھا۔ ۱۹۷۵ء کے رسم سرما کا ذکر جود بکھا جو نا۔

270

ایک افسر کی حیثیت سے دورے پر ذیہ اسماں خان گیا۔ جس بیٹل میں مجھے شہریا گیا اس کے ساتھ

والا بھٹک کشڑ ہاؤس تھا۔ میں دروازہ تھیج سویرے مختلف علاقوں کے دورے پر بھٹک جاتا۔ ایک شام کو ذیہ

وہاں آیا۔ میرے ساتھ میرے بھٹکے کا ایک جو نیز افسر بھی تھا۔ ہم رات کا کھانا کھا کر اپنے کمرے سے

بیٹل کے گیٹ تک پہنچ دی کر دیتے تھے۔ رات نو بیجے کا وقت تھا جب میں نے ہوش کی آواز سنی

چکیدار سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ذیہ اعظم بھٹکوادلچسپ دورے پر آج ہی آئے ہیں اور وہ کشڑ ہاؤس میں قیام

پڑی ہیں اور اس وقت وہ کسی سرکاری عہدے سے وہاں آ رہے تھے۔ ہم دونوں گیٹ پر کھڑے

ہو گئے۔ چند لمحوں میں ذیہ اعظم کی گاڑی بھٹکی۔ چونکہ گاڑی کو ساتھ دالے گیٹ کے اندر جانا تھا اس

لئے اس کی رفتار بہت کم تھی۔ گاڑی جب میرے قریب سے گزرا تو میں نے دیے ہی ہاتھ ہالیا۔ یہ

جانتے ہوئے کہ انہیں رک گئی اور ان کا ملٹری سیکریٹری گاڑی سے اتر کر میری طرف قدم اٹھانے لگا۔

میرے جو نیز افسر یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے اور بھاگ کر اندر چلے گئے۔

ملٹری سیکریٹری میرے پاس آئے اور پوچھا ”آپ الطاف قریشی ہیں؟“ میرے اقرار پر کہنے

گئے۔ ”آپ کو ذیہ اعظم بلا رہے ہیں۔“ میں ان کے ساتھ گاڑی کے پاس گیا تو درايجو نے پیچے اتر

کر پھٹلا دروازہ کھولا۔ ”آڈیٹھو“ مجھے بھنو صاحب کی آواز آئی۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ گاڑی کشڑ

ہاؤس میں داخل ہو گئی۔ وہ پیچے اترے اور مجھے ساتھ لے کر کرے میں چلے گئے۔ بیٹھتے ہی پوچھا

”یہاں کیسے؟“ میں نے بتایا تو پوچھا ”کیا دیکھا؟“ میں نے جواباً عرض کیا ”غیرہ۔ افلام اور

انظامیہ کی بے حدی“ کچھ لمحے دھوکوتے رہے اور پھر سب کو کرے سے باہر نکال کر مجھے کہنے لگے

”صح پونے آٹھ بجے آبا۔ آٹھ بجے یہاں سے قلعیں گے اور تم جہاں چاہو مجھے لے جا کر یہ سب کچھ

دکھاؤ۔ لیکن کسی سے بات نہ کرنا۔ کسی کو اس پروگرام کا علم نہیں ہونا چاہئے“ میں نے اپناتھ میں سرہالیا

تو پوچھا ”کھانا کھا بچے ہو؟“ میں نے اپناتھ میں جواب دیتے ہوئے پوچھا ”انہیں میرے میں آپ نے

مجھے کیسے پہچان لیا جبکہ ہمیں ملے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں؟“ کہنے لگے ”اوے! تو تم مجھے جانتا ہے۔

میں ساتھیوں کو اپنے دوستوں کو قبر کے اندر میرے میں بھی پہچان سکتا ہوں۔ چل اب اور صحیح آپا ہا۔ کسی کو

علم نہیں ہو چاہئے۔“ میں بھنو صاحب سے ہاتھ ملا کر باہر آگئی۔ انہوں نے ملٹری سیکریٹری سے کہہ دیا کہ

”یہ الطاف صح پونے آٹھ بجے آیا۔“ ہم ناشد اکٹھے کریں گے“

میں باہر نکلا تو مجھے اسماں ہوا کہ میں اپنی آدمی ہو چکا ہوں۔ ہر کوئی مجھے سے پوچھنے لا کر

کیا ہاتھ ہوئیں۔ نصر اللہ نذکر ذیہ اعظم سرحد تھے۔ مجھے ایک طرف لے گئے اور پوچھنے لگے میں نے

کہا کہ بس یونیورسٹی اور میرے بیان کی خبر خدیرت پر بچ رہے تھے۔ وہ مطمئن نہ ہوئے۔ ہر حال

میں جان چڑا کر ساتھ والی کوئی میں آگیا جہاں میرا قیام تھا۔ وہاں تو میرے ساتھی افسر اپنی پریشانی

پریشان ہو کر چلانے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے بتایا ”ماں ذیہ اعظم صاحب آئے ہیں۔“ اسے

کچھ بھجنے آپ کو کون آیا ہے۔ میں نے پھر کہا ”ماں بادشاہ بھون آئے ہیں۔“ اسے کچھ بھجنے آپ کو کون آیا

ہے۔ میں نے پھر کہا ”ماں بادشاہ بھون آئے ہیں۔“ وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔ بھنو صاحب آگے بڑھے اور

اس ملکی ملکی ماں کے گلے گلے کے۔ میں نے بھنو صاحب کی آنکھوں میں آنودھ کیے۔ ”آمنہ بادشاہ

آتیں کوں رب اپنی امان ورق رکھے۔“ اس نے ذیہ زبان میں کہا جو ساری گئی تھی۔ ”آمنہ بادشاہ

بھنو صاحب نے آس پاس دیکھا اور اس سے ساری گئی تھیں۔“ اس نے پھر اپنے گلے گلے کے رکھ کر

اور سرہالی اور بھرپور اور اپنے گلے گلے کے رکھ کر دیکھ دی۔ ”مینڈے کوں اپنے گلے گلے کے رکھ کر

بھنو کے آگے رکھ دی۔“ ”مینڈے کوں اپنے گلے گلے کے رکھ کر دیکھ دی۔“ اس نے بھنو صاحب کے ساتھ

کون رہتا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور بھرپور بارہ سالہ پوتا رہتا ہے۔ ”پیا مزدوری

کرنے ذیہے گیا ہوا تھا، بھوپالی لیئے چار کوں دور گئی ہوئی تھی اور پوتا ایدھن کے لئے لکڑیاں پہنچے

توت: (الطا ف قریشی آج کل بی پی پی کے ڈپی مرکزی سیکریٹری اطلاعات ہیں) //

272

نکل گیا تھا۔

بھنو صاحب نے نوالہ منہ میں ڈالا تو ان کے آنسو نکل آئے۔ سرکاری فوٹو گرافی تصور لئے کا تو

بھنو صاحب نے اسے کہا ”اگر اس روٹی میں ملی ہوئی رویت کی تصور آئکی ہے تو میری تصور کی پہنچو۔“

انہوں نے چار پانچ نو اے لئے۔ پھر گھوکر کفر اللہ نذکر اور دوسراے وزراء اور سرکاری افسروں کو اپنی

درستی سے کہا ”آڈی ذرا کھا کر دکھا یہ روٹی میرے لوگوں کو روٹی نہیں ملتی اور ملتی ہے تو رویت والی شرم

کرو۔ خدا کا خوف کرو۔ آگے جا کر کیا جواب دو گے۔ ظالموں کو کھو تو جا کرو۔“ جو آتا ہے خود کھا جاتے

ہو۔ ارے کھاؤ لیکن کچھ تو ان کو کبھی دو۔ بدجھت ہیں وہ لوگ جن کے اپنے پیٹھ بھرے ہوں اور عام

لوگوں کے پیٹھ خالی ہوں ”بھنو صاحب نے اماں کو پھر گلے لکھا۔ جیب میں بچ کر کھا، کھال کر اسے یہ

کہ کر دیا کہ اپنے پیٹھ کو کچھ ہدایات دیں اور ہم لوگ وہاں سے وہاں سے واپس چل دیئے۔“

نوت: (الطا ف قریشی آج کل بی پی پی کے ڈپی مرکزی سیکریٹری اطلاعات ہیں) //

(نوٹ) ”باتبھر“ ایک مستقل کالم ہے۔ اگر کسی قاری کے پاس کوئی اچھی تحریر یا کسی رسائلے یا کتاب کی کوئی ایسی تحریر ہو جس سے جماعت احمدیہ کے موجودہ بیٹھ اپ میں پائی جانے والی خزانیوں کا مدارک ہو سکتے تو وہ ہمیں ضرور تجویز ہے۔ ہم ”باتبھر“ شکریہ کی مساحت کے

اپنے اس کالم میں انشا اللہ تعالیٰ ضرور شائع کریں گے۔